International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS)
ISSN 2664-4959 (Print), ISSN 2710-3749 (Online)
Journal Home Page: https://www.islamicjournals.com
E-Mail: tirjis@gmail.com / info@islamicjournals.com
Published by: "Al-Riaz Quranic Research Centre" Bahawalpur

اقتصادی وسائل کی تنظیم اور ترقی کے اسلامی اصول

Islamic Principles of Economic Resource, Management and Development

1. Maryam Arif,
Ph.D. Scholar,
Gift University Gujranwala, Punjab, Pakistan
Email: maryamarifcheema1993@gmail.com
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0002-4320-2898

2. Dr. Hafiz Mahmood Akhtar,
Head of the Department of Islamic Studies,
Gift University Gujranwala, Punjab, Pakistan
Email: hafizmahmoodakhtar@gift.edu.pk
ORCID ID: https://orcid.org/0000-0001-7328-1278

To cite this article: Maryam Arif and Dr. Hafiz Mahmood Akhtar. 2022. "اقتصادی وسائل کی تنظیم اور ترقی کے اسلامی اصول: Islamic Principles of Economic Resource, Management and Development". International Research Journal on Islamic Studies (IRJIS) 4 (Issue 1), 168-181.

Journal	International Research Journal on Islamic Studies Vol. No. 4 || January - June 2022 || P. 168-181
Publisher	Al-Riaz Quranic Research Centre, Bahawalpur
URL:	https://www.islamicjournals.com/urdu-4-1-13/
DOI:	https://doi.org/10.54262/irjis.04.01.u13
Journal Homepage	www.islamicjournals.com & www.islamicjournals.com/ojs
Published Online:	10 June 2022
License:	This work is licensed under an Attribution-ShareAlike 4.0 International (CC BY-SA 4.0)

Abstract:

Economics resources are indispensable for the development and survival of any country. Each country manages its own resources if they do not develop a consistent process and strategy of organization and development, then the economic condition of that falls into decline. This is an indisputable fact and can be observed in today's world. The main purpose of this research is to introduce economic resources which are fundamental to the economic development of any country, then what teachings are found in the Qur'an and Hadis about these resources have been brought to the light. In this article the age of Hazrat Umar R.A is presented as an example, how economic resources were managed during that period and what steps were taken for their development, because the age of Hazrat Umar R.A was the best period in terms

of economic development and in this modern age when our country is suffering from many economic resources, how can we benefit from it?

Keywords: Economic resources, Strategy, Organization, Development, Qur'an

1. تمہید:

معاش کا انسانی زندگی پر بہت زیادہ اثر ہے۔ ہر شخص کی یہی کوشش کرتا ہے کہ اس کی بنیادی ضروریات پوری ہوں وہ اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے مختلف ذریعوں سے دولت حاصل کرتا ہے۔ دولت حاصل کرنے کے لیے یہ ذریعے اگر اجتماعی مفاد کے مطابق ہیں تو معاشرہ اجتماعی طور پر خوشحال ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس اجتماعی مفاد کی جگہ اگر ذاتی مفاد حرص اور لالچ عام ہو جائے تو معاشی برائیاں پیدا ہو جاتی ہے جو مختلف معاشی مسائل کو جنم دیتی ہیں۔ یہ مسائل انسانوں میں طبقاتی کشمکش کا سبب بنتے ہیں۔ جن کا انسان کی تہذیب و تمدن اور سیاسی حالات پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ تاریخ انسانی ان طبقاتی جنگوں سے بھری پڑی ہے۔ انسانی معاشرے میں جب اس کشمکش نے قیصر و کسریٰ کے نظام کا روپ دھارا تو قدرت نے آنحضرت محمد ﷺ کے ذریعے اس نظام کو بدلا۔ چنانچہ انسانیت کا یہ قافلہ (نہ کسی پر ظلم کرو اور نہ خود پر ظلم ہونے دو) کے اصول پر آگے بڑھا۔

اسلام کے عادلانہ اور رحمانہ نظام ربوبیت جیسے اقتصادی نظام سے تعبیر کیا جاتا ہے کی عملی شکل اور ترویج اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ نے اپنے قول و فعل دونوں طریقوں سے کر کے دِکھائی۔ اسلام کا ایک کامل اقتصادی نظام ہے، جس کی بنیاد قرآن و حدیث اور فقہی اصولوں پر رکھی گئی ہے یہ سرمایہ دارانہ نظام، اشتراکیت اور اشتمالیت سے الگ ایک مکمل اقتصادی نظام ہے۔ اس نظام میں باقی نظاموں کی طرح کوئی کمی نہیں۔ اسلامی معاشی نظام کو مختصراً یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ اس نظام کا قلب تجارت ہے۔ یہ ایک معمولی سی بات ہے کہ ہر ملک اپنے وسائل کو منظم کرتا ہے اقتصادی وسائل کسی بھی ملک کی بقاء واستحکام اور ترقی کے لیے ایک ناگزیر حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر ان میں تنظیم اور ترقی کا ایک مسلسل عمل اور حکمتِ عملی تیار نہ کی جائے تو اس ملک کی معاشی حالت زوال کا شکار ہو جاتی ہے یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے اور اس کا مشاہدہ خصوصاً آج کے دور میں کیا جاسکتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی تعلیمات سے بھی یہ احکام ملتے ہیں کہ ہر فرد انفرادی سطح پر بھی اپنی کمائی کو منظم انداز سے خرچ کرے اور اس سے استفادہ اور بڑھوتی کا بندوبست کرے ورنہ اس کی دولت ختم ہوتی جائے گی۔

2. اقتصادی وسائل کا تعارف (قرآن کی روشنی میں):

اسلام اپنا ایک مکمل اقتصادی نظام رکھتا ہے، جس کی بنیاد قرآن، حدیث اور فقہی اصولوں پر رکھی گئی ہے۔ اسلام میں دو چیزیں ہیں ایک عبادات اور دوسرا معاملات۔ دین کا تقریباً پچھتر (۷۵) فیصد حصہ معاملات پر مشتمل ہیں۔ ان معاملات میں اسلامی اقتصادی نظام، اسلامی سیاسی نظام، اسلامی قانونی و معاشرتی نظام وغیرہ سب شامل ہیں۔ تو اسلامی اقتصادی نظام معاملات کا ایک حصہ ہے۔ لہٰذا ہمیں معاملات کو اسلامی بنانا ہے اور معاملاتِ اسلامیہ کا عملی نفاذ ہمارا مقصدِ حیات ہونا چاہیے۔ کسی بھی ملک کی معاشی ترقی میں اقتصادی وسائل ایک اہم ترین رکن ہوتے ہیں۔ ان وسائل کی ترقی پر ہی ملک و قوم کی ترقی کا انحصار ہوتا ہے۔ اسی لیے اسلام اقتصادی ترقی پر بھی زور دیتا ہے، کہ معاشی طور پر مضبوط ہونے کے لیے اقتصادی وسائل کون کون سے ہونے چاہئیں، انسان ان کو کس طرح منظم کر سکتا ہے۔ سب سے پہلے ہم قرآن و حدیث کی روشنی میں ان وسائل کا تعارف کریں گے کہ وہ وسائل کون سے ہیں۔

3. دولت(مال):

3.1 پیدائشِ دولت:

اقتصادی وسائل کا سب سے پہلا اور بنیادی ستون دولت ہے۔ معاشیات کی اصطلاح میں پیدائشِ دولت سے مراد دستیاب قدرتی اور انسانی وسائل سے کام لے کر ان اشیاء و خدمات کو وجود میں لانا ہے جن میں کسی انسانی احتیاج کو پورا کرنے کی صلاحیت موجود ہو۔ کسان کا زمین سے پیداوار حاصل کرنا، مزدور کا محنت کرنا، مصنوعات کی تیاری، نیز استاد، انجینئر، ڈاکٹر اور وکیل کی پیشہ ورانہ خدمات یہ سب پیدائشِ دولت کے اعمال اور سرگرمیاں ہیں۔ آغاز وافزائش میں انسانی احتیاجات مختصر اور سادہ تھیں، اس لئے عملِ پیدائش کا دائرہ بھی محدود تھا لیکن زمانے کے ساتھ ساتھ احتیاجات میں وسعت اور تنوع پیدا ہو جانے سے پیدائشِ دولت کی سرگرمیوں کا پھیلاؤ بھی بڑھتا گیا ہے اور اب حال یہ ہے کہ معاشی جدوجہد کے دائرہ میں بالخصوص سرمایہ دارانہ نظامِ معیشت کے اندر اسے مرکزی اور محوری حیثیت حاصل ہو گئی ہے[1]

اسلامی نقطہ نظر سے پیدائشِ دولت کا مقصد محض زیادہ سے زیادہ منافع کا حصول نہیں بلکہ معاشی فلاح کا حصول ہے لیکن اس کا انداز وہ اختیار کیا جائے گا جو حتمی فلاح یعنی اخروی فلاح سے مطابقت رکھتا ہو۔ اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل امور ملاحظہ رکھے جائیں گے:

- وہی اشیاء و خدمات پیدا کی جائیں جو فی الواقع مفید ہوں اور انسانوں کی حقیقی ضروریات پوری کرنے والی ہوں۔
- اشیاء تعیش پر وسائل پیداوار صرف نہ کئے جائیں۔
- حرام اشیاء قطعی طور پر پیدا نہ کی جائیں کیونکہ حرام اشیاء و خدمات مادی منفعت کا باعث بننے کے باوجود حقیقی اور حتمی فلاح کو کم اور بعض حالات میں انسان کو اس سے محروم کر دیتی ہیں۔
- عملِ پیدائش کو جاری رکھنے کے لیے طریق پیدائش بھی ایسے استعمال کیے جائیں گے جو شرف انسانی سے مطابقت رکھنے والے ہوں۔ غلام، بیکار، کم سن بچوں سے محنت لینے اور محنت کشوں پر ان کی استعداد سے زیادہ کام کا بوجھ ڈالنے کی اسی لیے ممانعت کی گئی ہے۔
- زیادہ سے زیادہ افراد کے لیے روزگار کا باعث بنیں بے شک جاذب سرمایہ ہوں۔ مگر محنت کشوں ، چھوٹے دستکاروں کو بے روزگاری سے دوچار کر دینے والے نہ ہوں۔
- عملِ پیدائش کی تنظیم اس انداز میں کی جائے کہ پیداواری سرگرمیوں میں حصہ لینا ہر شخص کے بس میں ہو۔
- عملِ پیدائش ہر لحاظ سے عدل و انصاف پر مبنی ہو حصولِ معاش کے ناجائز اور حرام ذرائع اختیار نہ کیے جائیں۔ نیز ایسے طریقے بھی بروئے کار نہ لائے جائیں جن سے کسی ایک طبقے کا فائدہ اور دوسرے کا نقصان ہو یا جو مجموعی طور پر پورے معاشرے کے مفاد کو ضرر پہنچانے والے ہوں۔
- عملِ پیدائش کی تکمیل کے سلسلے میں جن عوامل سے کام لیا جائے ان کی خدمات کا منصفانہ بنیاد پر معاوضہ ادا کیا جائے۔ اس سلسلے میں بالخصوص محنت کشوں کے حقوق فراخ دلی کے ساتھ ادا کیے جائیں۔ آجر اور اجیر کے خوشگوار تعلقات پیدائشِ دولت کے عمل کو جاری رکھنے اور اشیاء و خدمات کی افزائش میں بڑے مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ یہی بنیادی وجہ ہے کہ اسلام نے اس بابت بڑی موثر اور مفید ہدایات دی ہیں اور ان پر عمل درآمد کرنے کی بڑی تاکید کی ہے۔[2]

---

[1] Naem Sadiqqi, Dr. Muhammad, Islam aur Jadeed Mashee Tsawarat, (Gazni Street Urdu Bazar, Lahour), p:226.
[2] Naem Sadiqqi, Dr. Muhammad, Islam aur Jadeed Mashee Tsawarat, (Gazni Street Urdu Bazar, Lahour), p:227.

3.2 گردشِ دولت:

گردشِ دولت کسی ملک کی معاشی ترقی کے لیے بہت ضروری ہے۔ اگر ملکی دولت چند ہاتھوں میں جمع ہو جائے تو ملک لا تعداد معاشی مسائل کا شکار ہو جاتا ہے۔ اسی لیے دولت کے متعلق اسلام کا نظریہ یہ ہے کہ اس سے نہ صرف مالک بلکہ معاشرے کے دیگر افراد بھی استفادہ کریں تاکہ دولت منجمد نہ ہونے پائے۔ اسی مقصد کے تحت دولت کی تقسیم اور صرف پر بہت زور دیا گیا ہے۔ زکوٰۃ و صدقات اور قانونِ وراثت کے ذریعے دولت پورے معاشرے میں گردش کرتی ہے۔ اسلام دولت کو جمع رکھنے اور اس کے فوائد سے معاشرے کے دیگر افراد کو محروم کر دینے کے خلاف ہے۔ اسلام ان راستوں کو بند کرنے کی طرف پوری توجہ دیتا ہے جن راستوں سے قومی دولت چند ہاتھوں میں جمع ہوتی رہے۔ اسلام کے تصور گردشِ دولت کے بنیادی اغراض و مقاصد میں سے اہم ترین مقصد یہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے دنیا ایک ایسا معاشی نظام قائم کیا جائے جو فطرت کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہو اور ہر انسان آزادانہ حیثیت سے اپنی لیاقت، استعداد، محنت اور پسند کے مطابق خدمات سرانجام دے تاکہ اسے اس کی محنت اور سرمایہ کا حقیقی بدل منافع کی صورت میں مل سکے۔ سود، اکتناز اور احتکار یہ تینوں چیزیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے دولت سمٹ کر چند ہاتھوں تک محدود ہو جاتی ہے۔ امیر، امیر تر اور غریب، غریب تر ہو جاتا ہے۔ اس نظام میں اگر دولت کی گردش ہوتی ہے تو وہ بھی مصنوعی انداز میں ہوتی ہے مثلاً ایک کروڑ پتی کی بیٹی دوسرے کروڑ پتی کے بیٹے سے بیاہی جاتی ہے اس طرح سے سرمایہ تو گردش میں آجاتا ہے لیکن مصنوعی انداز میں، قرآن حکیم نے ایسی گردشِ دولت کی ممانعت کی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ۔[3] (تاکہ جو لوگ تم میں سے دولتمند ہیں انہی کے ہاتھوں میں (دولت) نہ پھرتی رہے۔)

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ڛ قُلِ الْعَفْوَ ۔[4] (پوچھتے ہیں کہ ہم خدا کی راہ میں کیا خرچ کریں؟ کہو جو (کچھ) تمہاری ضرورت سے زائد ہو۔)

اسلام گردش دولت پر زور دیتا ہے درج ذیل آیات سے ہمیں گردشِ دولت کی تلقین ملتی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ ۠ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِيْهِ ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ[5]

(اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جو مال تم نے کمائے ہیں اور جو کچھ ہم نے زمین میں سے تمہارے لئے نکالا ہے، اس میں سے بہتر حصہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو ایسا نہ ہو کہ اس کی راہ میں دینے کے لئے نکمی (کم تر) چیز چھانٹنے لگو، حالانکہ وہی چیز اگر کوئی تمہیں دے تو تم ہرگز اسے لینا گوارہ نہ کرو گے سوائے اس کے کہ اس کو قبول کرنے میں چشم پوشی کر جاؤ۔ تمہیں جان لینا چاہیے کہ اللہ بے پرواہ اور خوبیوں والا ہے۔)

مندرجہ بالا آیات سے گردشِ دولت کے مختلف پہلوؤں کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔ گردش دولت کی اہمیت اور ارتکازِ دولت کے خطرات سے متعلق مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں:

دولت تقسیم دولت کا بڑا مقصد جس کو اسلام نے بہت اہمیت دی ہے وہ یہ ہے کہ دولت کا ذخیرہ چند ہاتھوں میں سمٹنے کے بجائے معاشرے میں زیادہ سے زیادہ وسیع پیمانے پر گردش کرے۔ اور اسی طرح امیر و غریب کا تفاوت جس حد تک فطری اور قابل عمل ہو کم کیا جائے۔

---

[3]Al-Qur'an. Al-Hashar,59:7.
[4]Al-Qur'an, Al-Baqarah, 2:219.
[5]Al-Qur'an, Al-Baqarah, 2:267.

اس سلسلے میں اسلام کا یہ طرز عمل ہے کہ دولت کا جو اولین ماخذ اور دہانے ہیں ان پر اس نے کسی فرد یا جماعت کا پہرہ بیٹھنے نہیں دیا۔ بلکہ معاشرے کے ہر فرد کو ان سے استفادہ کا مساوی حق دیا ہے۔[6]

امین احسن اصلاحی اپنی معروف تفسیر تدبر قرآن میں اسلامی اقتصادی اصولوں پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اسلامی اقتصادیات کے یہ اصول واضح ہوا کہ اسلام یہ پسند نہیں کرتا کہ دولت کسی خاص طبقے کے اندر مرتکز ہو کر رہ جائے بلکہ وہ چاہتا ہے کہ اس کا بہاؤ ان طبقات کی طرف جو اپنی خلقی کمزوریوں یا فقدان وسائل کے سبب سے اس کے حصول کی جدوجہد میں پورا حصہ نہیں لے سکتے، اس مقصد کے لیے اس نے افراد کو زیادہ سے زیادہ انفاق پر ابھارا ہے اور ان کے اس آزادانہ حق کی روحانی ترقی کا سب سے بڑا ذریعہ قرار دیا ہے اور قانون کی رو سے بھی ہر صاحبِ مال کے مال سے ایک حصہ غریبوں کے حقِ معیشت سے الگ کر کے حکومت کی تحویل میں دے دیا ہے۔[7]

4. محنت (افرادی قوت):

وسائل پیداوار میں محنت بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ لیکن دورِ جدید معیشت دانوں نے اسے محدود کر دیا ہے اور اسے حصولِ زر کا ذریعہ بنا دیا ہے۔ اس کے علاوہ معاشرہ میں دماغی کام کرنے والوں (ڈاکٹر، پروفیسر، سرکاری افسر وغیرہ) کو انکے عہدوں کی وجہ سے انہیں قابلِ عزت تصور کیا جاتا ہے جب کہ مزدور، ترکھان، موچی، نائی، دھوبی وغیرہ کو کمتر سمجھا جاتا ہے۔ ان کا معیار و مقام ان کے پیشوں کی وجہ سے متعین کیا جاتا ہے حالانکہ وہ بھی دوسروں کی طرح معاشی جدوجہد میں حصہ لے رہے ہوتے ہیں۔ یہ سوچ غیر اسلامی ہے جس سے اجتناب ضروری ہے۔

4.1 محنت کا معنی و مفہوم:

محنتی کس رجم م، سک ح، فت ن۔ صفت محنت کرنے والا: زحمت کش۔ عام محنتی۔[8] عربی زبان میں محنت کے لیے (عمالۃ) کا لفظ مستعمل ہے۔ عَمَالَۃ، عُمَالَۃ، عِمَالَۃ۔ مزدوری روزگار۔ عَمَالِی: خاص نالطبقۃ العالۃ۔ مزدوروں سے متعلق۔[9] عَمِلَ (س) عملاً کام کرنا۔ محنت کرنا، عَمَلہ۔ اجرت دینا، اِعتَمَلَ۔ کام میں مضطرب ہونا، استَعمَلَۃ۔ عامل بنانا کام کرنے کو کہنا۔ العَمِلُ۔ کاریگر۔[10]

Labour: "Labour is also spelled labor. In economics, the general body of wage earner is called labour. In more technical and special sense, label means any valuable service in the production of wealth rendered by human agent. It includes the service of manual labourer. The appliance of the physical energies of people to the work of protection in an element in labour but self-direction and skills within a larger or smaller sphere are also its element.[11]"

محنت سے مراد وہ سعی و کوشش ہے جو انسان کسی مقصد کے حصول کی خاطر سرانجام دیتا ہے اور یہ سعی و کوشش مشقت سے تعبیر ہوتی ہے اور اس میں بنیادی ہدف رزق حلال حاصل کرنا اور اپنی ضروریات پوری کرنا ہے۔[12]

اسلام کے نقطہ نظر سے محنت بھی زمین اور سرمایا کی طرح ایک معاشی عامل ہے اور یہ سب عوامی منافع میں حصہ داری کا استحقاق پیدا کرتے ہیں ان عوامل کے درمیان حصہ داری کا تعین عرف عام پر ہے ہے اگر لوگ انصاف کر رہے ہوں۔ اگر انصاف نہ ہو تو قانون کو مداخلت کا

---

[6]Mufti Muhammad Shafee, Islam ka Nazame Taqseemy Dulat, (Dar Ul Ulum Karachi, 1973), p:71.
[7]Amin Ahsan Islahi, Tadabry Qurran, (Faran Faundation Lahour, 1993), 8/292.
[8]Shan Ul-Haq, Haqi, Farhang Talafuz, (Muqtdrah Qumi Zuban Pakistan, 2002), p:848.
[9]Karanwi, Badulzman Qasmi, Al-Qamus Al-Fred, Qamus Salasi Al-Lugat (Dar Ul-Ashat Karachi, 2015), p:1708.
[10]Lues Malum, Al-Munjad(urdu), (Dar Ul-Ashat Karachi), p:682.
[11] The New Encyclopedia Britannica, Publisher Encyclopedia Britannica INC Chicago, U.S.A, 1998, Vol7, P.80
[12]Far al abrar Sdiqui, Muzarbat Mezany Shareyat mein, (Jamya Abi Bkr Islamic Karachi), p:82.

حق پہنچتا ہے۔[13] عوامل پیداوار کا ایک بنیادی یونٹ محنت ہے۔ محنت سے مراد وہ تمام جسمانی اور دماغی کام ہیں جو بغرض حصول معاوضہ کیے جائیں۔ گویا کہ محنت وہ چیز ہے جس کی مدد سے بعض دوسری چیزیں پیدا کی جا سکیں، اور یہ دوسری چیزیں نقد کی صورت میں بشکل اجرت بھی ہو سکتی ہیں اور بصورت مال بھی گویا کہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ محنت اور اجرت لازم وملزوم ہیں۔ محنت اجرت کے لیے کی جاتی ہے اور یہ اجرت مختلف کیفیات میں مختلف اشکال میں ہو سکتی ہیں اور یہ عمومی طور پر دو اقسام پر مشتمل ہوتی ہے، ایک نقدی کی صورت میں اجرت، اور دوسری حقیقی اجرت۔ جو کہ مزدور اپنی محنت کے صلہ میں حاصل کرتا ہے اور اس میں تنخواہ کے علاوہ حاصل شدہ مراعات شامل ہوتی ہیں۔[14] آجر اور اجیر کے مابین طے پانے والے معاہدہ میں دونوں فریقوں کے حقوق کی پاسداری رسول اکرم ﷺ کا ایک فرمان کرتا ہے۔ جس میں آپ ﷺ نے فرمایا: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اعطوا الاجير اجره قبل ان يجف عرقه۔[15] (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا" :مزدور کو اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کی مزدوری (اجرت) دے دو۔)

اس حدیث میں آجر اور اجیر کے حقوق کے تحفظ کے ساتھ اسلام کا نظریہ محنت واجرت بھی بخوبی واضح ہوتا ہے۔

4.2 قرآن کا تصور محنت:

اسلامی نظریہ محنت جداگانہ حیثیت کا حامل ہے سب سے پہلے اسلام فرد کے معاشی جدوجہد میں حصہ لینے پر بھرپور زور دیتا ہے۔ پھر پیشوں کے انتخاب میں (سوائے شرعی طور پر ممنوع) کوئی پابندی نہیں لگاتا اور ہر وہ شخص جو شرعی حدود میں رہتے ہوئے محنت کرتا ہے اس کو اس کے پیشے کی وجہ سے ذلیل نہیں کرتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۚ وَلِيُوَفِّيَهُمْ اَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ۔[16] (اور لوگوں نے جیسے کام کئے ہوں گے ان کے مطابق سب کے درجات ہوں گے۔ غرض یہ ہے کہ ان کو ان کے اعمال کا پورا بدلہ ملے گا اور ان کا نقصان نہ کیا جائے۔)

اس طرح اسلام کا تصور محنت نہایت جامع کن اور آخرت کی کامیابی کا ضامن ہے اور معاشی و معاشرتی فوائد فراہم کرتا ہے۔ اسلام محنت اکو سراہتے ہوئے محنت کشوں اور مزدوروں کو تکریم کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ پیدائشِ دولت کے عوامل میں زمین، سرمایہ اور مزدور اہم ہوتے ہیں۔ مزدور کی اسی اہمیت کے تحت اس کے کام یعنی محنت کی بڑی قدر کرتا ہے۔ قرآن کی تعلیمات کے مطابق انسان کے لیے وہی کچھ ہے جس کے لیے وہ محنت (کوشش) کرتا ہے قرآن مجید میں اس قانون کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى۔[17] (اور یہ کہ انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔)

یہاں محنت سے مراد کسی بھی نوعیت کی ایسی سرگرمی ہے جس سے اس افادہ میں اضافہ ہو۔ یہ اضافہ مادی اور غیر مادی دونوں طرح کا ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ جو بھی محنت اور کوشش انسان کرتا ہے وہ اپنی ذات کے لیے ہی کرتا ہے۔[18]

وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ۔[19] (اور جو شخص محنت کرتا ہے تو اپنے ہی فائدے (بہتری) کے لیے محنت کرتا ہے۔)

[13]Maududi, Abul A'la, Maseyat Islam, (Muratab Hursheed Ahmad Idara Maruf Karachi, 1986), p:159.
[14] Ibid,p:87.
[15]Ibn Majah, Abu Abdullah Muhammad ibn Yazid, Sunan ibn Majah, (Dar-us-Salam Publishers), Hadith No:2443.
[16]Al-Qur'an, Al-Ahqaf, 46:19.
[17] Al-Qur'an, Al-Najaam, 53:39.
[18]Aali, Jmeel-u-Din, Lugat Muntheb Jadeed Iqtsadi Islahat, (Muqtdrah Qumi Zuban Islamabad, 2000), p:240.
[19] Al-Qur'an, Al-Ankabut, 6:29.

اس میں انسانی ذات کو اس کے اعمال اور کام کا مکلف ٹھہرایا گیا ہے ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ:

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی۔[20] (اور کوئی بوجھ اٹھانے والا کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا۔)

اس آیت سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے کہ غیر مکسب آمدنی کا تصور جس کی وجہ سے معاشی بوجھ پیدا ہوتا ہے قرآنی تعلیمات سے صریحاً روگردانی ہے۔ ایک انسان اپنی زندگی میں جو کچھ حاصل کرتا ہے اس میں اس کی اپنی محنت ہوتی ہے جس میں اس کو اختیار ہوتا ہے باقی عوامل پر اسے اختیار ہی نہیں ہوتا۔ انسانی اختیار محنت تک محدود ہے۔

4.3 حدیث میں تصورِ محنت:

حضور اکرم ﷺ نے اپنے اقوال، افعال اور اسوہ حسنہ سے محنت کشی کی ستائش فرمائی ہے۔ آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے حلال رزق کے حصول کے لیے محنت و کوشش کرنے والے کو نہ صرف جنت کی بشارت دی ہے بلکہ اُسے انبیاء و صالحین کا ہم نشین قرار دیا ہے۔ ارشاد فرمایا: عن ابی سعید، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال: التاجر الصدوق الامین مع النبیین، والصدیقین والشهداء۔[21]

(ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" :سچا اور امانت دار (ایماندار) تاجر (قیامت کے دن) انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہو گا"۔)

حدیث میں افرادی قوت کے حوالے سے محنت کی بڑی اہمیت ہے اور انبیاء علیہ السلام کی زندگی میں بھی ہمیں اس کی جھلک واضح طور پر ملتی ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے معاشی نظام میں محنت کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے انبیاء کا طرز عمل بتایا کہ:

عن المقدام رضی اللہ عنہ، عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، قال: ما اکل احد طعاما قط، خیرا من ان یاکل من عمل یدہ، وإن نبی اللہ داود علیہ السلام، کان یاکل من عمل یدہ۔[22]

(مقدام رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی انسان نے اس شخص سے بہتر روزی نہیں کھائی، جو خود اپنے ہاتھوں سے کما کر کھاتا ہے اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام بھی اپنے ہاتھ سے کام کر کے روزی کھایا کرتے تھے۔)

گزشتہ انبیاء کے علاوہ خود آپ ﷺ نے اپنی معاشی ضروریات اور احتیاجات کے لئے محنت و مشقت فرمائی اور اس سے اپنی ضروریات کو پورا فرمایا۔

والرعی مهنة امتهنها جمیع الانبیاء الکرام علیهم الصلاة والسلام، واکتسبوا المال علیها، فما من نبی الا رعی الغنم، عن ابو هریرہ رضی اللہ عنہ، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال: ما بعث اللہ نبیا إلا رعی الغنم، فقال اصحابه: وانت؟ فقال: نعم، کنت ارعاها علی قراریط لاهل مکة۔[23]

---

[20] Al-Qur'an, farit, 35:18.

[21] Al-Tirmidhi, Abu Esa Muhammad, Jame Tarmizi, Kitab Al-Bu'h, Bab Ma Ja Fe Al-Tejara, (Darul Islam lilnashir, 2009), Hadith No:1209.

[22] Al-Bukhari, Muhammad bin Ismail, Al-jami Al-Sahih, kitab Al-Buh, Bab Kasb'ulrejal,(Dar Touq Al-Najat, 1422 AH), Hadith No: 2072.

[23] Al-Bukhari, Muhammad bin Ismail, Al-jami Al-Sahih, Kitab Al-jarat, Bab Rae Alganam Ellh-Qrariyat, (Dar Touq Al-Najat, 1422 AH), Hadith No: 2262.

(ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی نے کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم نے پوچھا کیا آپ نے بھی بکریاں چرائی ہیں؟ فرمایا کہ ہاں! کبھی میں بھی مکہ والوں کی بکریاں چند قیراط کی تنخواہ پر چرایا کرتا تھا۔)

5. الارض (زمین):

زمین کے لیے عربی زبان کی اصطلاح 'الارض' استعمال ہوتی ہے۔ الارض دراصل وہ سیارہ ہے جس پر بنی نوع انسان آباد ہے 'الکوکب الذی نسکنہ'[24] یعنی وہ سیارہ جس پر ہم آباد ہیں۔ زمین کے کسی جزء اور ٹکڑے پر بھی الارض کا اطلاق ہو سکتا ہے جیسے، یوسف علیہ السلام کے بارے میں قرآن مجید میں مذکور ہے: قَالَ اجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ-[25] (یوسف نے کہا مجھے اس ملک کے خزانوں پر مقرر کر دیجیے) جو مذکورہ علاقہ پوری زمین کا ایک جزء اور ٹکڑا ہے۔)

زمین بلاشبہ قدرت کا بیش بہا عطیہ ہے جو نہایت فراخی سے بنی نوع انسان کو عطا کیا گیا ہے مگر یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ اللہ تعالی کی اس زمین پر جاگیرداری اور وڈیرا شاہی کا استحصالی زمیندارانہ نظام فرعونیت کی بنیادوں پر قائم ہے۔ زمین معاشی پیداوار کا بے بہا خزانہ ہے جس میں اصلاً تمام انسانوں کا حقِ معاش برابر ہے۔ مگر جو اس پر شرعاً قابض اور متصرف ہو اور اس میں اپنا سرمایہ یا محنت صرف کرے وہ حق انتفاع اور استعمال میں دوسروں پر فائق ہو جاتا ہے۔ ورنہ اصلاً سب انسان برابر ہیں۔ قرآنِ حکیم میں ارشاد ہوتا ہے: هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۔[26] وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے زمین کی ساری چیزیں پیدا کیں۔

اس آیت کریمہ میں لفظ لکم (تم سب کے لئے) سے واضح ہے کہ زمین اور اس کے اندر موجود خزانے بنیادی طور پر تمام انسانوں کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ سو اس حق کو اصولاً کسی خاص طبقے تک محدود کر دینا اور دوسروں کو اس سے محروم رکھنا منشائے ایزدی کے خلاف ہے۔ دوسرے مقام پر سورۃ الاعراف میں فرمایا: وَلَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ۭقَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۔ [27]

(اور ہم نے ہی زمین میں تمہارا ٹھکانا بنایا اور اس میں تمہارے لیے رہن سہن کے تمام بندوبست کئے مگر تم کم ہی شکر کرتے ہو۔)

اس آیت کریمہ میں تمام انسانوں کے لئے زمین کے اندر پائے جانے والے اسبابِ معاش مذکور ہیں اور یہ کہ انہیں زمین پر قابض و متصرف ہونے کا حق دیا گیا ہے۔ زمین سے انسان کی دو بڑی بنیادی اغراض وابستہ ہیں ایک کاشتکاری یا زراعت اور دوسری رہائش یا سکونت، انسان کو اس کی اہمیت سے روشناس کرانے کے لئے قرآن مجید میں واضح آیات موجود ہیں ارشاد باری تعالی ہے: اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا ۔[28] (اللہ ہی تو ہے جس نے زمین کو تمہارے ٹھہرنے کی جگہ بنایا۔)

وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ۔[29] (اور اللہ ہی نے زمین کو تمہارے لیے فرش بنایا۔)

[24]Al-Bukhari, Muhammad bin Ismail, Al-jami Al-Sahih, Kitab Al-jarat, Bab Rae Alganam Ellh-Qrariyat, (Dar Touq Al-Najat, 1422 AH), Hadith No: 2262.
[25]Ibrahem Anes, Al-Muajm Al-Waset, (Maktbat Al-Saruk Al-Dult), 1/127.
[26] Al-Qur'an, Yusaf, 12:55.
[27] Al-Qur'an, Al-Baqarah, 2:29.
[28]Al-Qur'an, Al-Araf, 7:10.
[29] Al-Qur'an, Al-Ghafir, 4:164

اَلَمۡ نَجۡعَلِ الۡاَرۡضَ مِهٰدًا۔[30] (کیا ہم نے زمین کو بچھونا نہیں بنایا؟)

الَّذِیۡ جَعَلَ لَکُمُ الۡاَرۡضَ مَهۡدًا وَّسَلَکَ لَکُمۡ فِیۡهَا سُبُلًا وَّاَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ؕ فَاَخۡرَجۡنَا بِهٖۤ اَزۡوَاجًا مِّنۡ نَّبَاتٍ شَتّٰی۔[31]

(وہ وہی تو ہے جس نے تم لوگوں کے لیے زمین کو فرش بنایا اور اس میں تمہارے لیے رستے جاری کیے اور آسمان سے پانی برسایا پھر اس نے قسم قسم کی نباتات پیدا کیں۔)

وَاِلَی الۡاَرۡضِ کَیۡفَ سُطِحَتۡ۔[32] (اور زمین کی طرف کہ کس طرح بچھائی گئی ہے۔)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَفِی الۡاَرۡضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنۡ اَعۡنَابٍ وَّزَرۡعٌ وَّنَخِیۡلٌ صِنۡوَانٌ وَّغَیۡرُ صِنۡوَانٍ یُّسۡقٰی بِمَآءٍ وَّاحِدٍ ۟ وَنُفَضِّلُ بَعۡضَهَا عَلٰی بَعۡضٍ فِی الۡاُکُلِ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ۔[33] (اور زمین میں کئی طرح کے قطعات ہیں، ایک دوسرے سے ملے ہوئے، انگور کے باغات اور کھیتی اور کھجور کے درخت، بعض کی بہت سی شاخیں ہیں اور بعض کی اتنی نہیں ہوتیں اس کے باوجود کہ پانی سب کو ایک ہی ملتا ہے اور ہم بعض میووں کو بعض پر لذت میں فضیلت دیتے ہیں اور اس میں سمجھنے والوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔)

وَاَلۡقٰی فِی الۡاَرۡضِ رَوَاسِیَ اَنۡ تَمِیۡدَ بِکُمۡ وَاَنۡهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّکُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ۔[34]

(اور اس نے زمین پر پہاڑ بنا کر رکھ دیے کہ تم کو لے کر کہیں جھک نہ جائے اور نہریں بھی بنائیں اور راستے بنا دیے تاکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ تک آسانی سے جا سکو۔)

وَالۡاَرۡضَ مَدَدۡنٰهَا وَاَلۡقَیۡنَا فِیۡهَا رَوَاسِیَ وَاَنۡۢبَتۡنَا فِیۡهَا مِنۡ کُلِّ زَوۡجٍۭ بَهِیۡجٍ۔[35]

(اور زمین کو دیکھو اسے ہم نے پھیلایا اور اس میں پہاڑ رکھ دیے اور اس میں ہر طرح کی خوشنما چیزیں اگائیں۔)

مذکورہ بالا قرآنی آیات سے ایک طرف تو حیات انسانی میں زمین کی اہمیت اُجاگر ہوتی ہے تو دوسری طرف زمین کا عاملینِ پیدائش میں بنیادی عامل ہونا ثابت ہوتا ہے۔ عاملین پیدائش میں محنت اور سرمایا بھی اہم ہیں لیکن زمین کے وجود کے بغیر ان دونوں (زمین و سرمایہ) کا تصور ہی ممکن نہیں اس طرح زمین عاملینِ پیدائش میں اول ترین درجہ رکھتی ہے۔

6. حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں ہونے والی اصلاحات:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ساری زندگی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں گزری۔ نبی اکرم ﷺ نے ساری زندگی مخلوق خدا کی خدمت اور بھلائی کے کاموں میں گزاری ہے۔ آپ ﷺ نے جہاں گمراہی سے نکل کر ہدایت کے راستے پر گامزن کیا وہاں معاشرے میں پسے ہوئے طبقات کی بحالی کا کام سرانجام دیا۔ آپ ﷺ نے معاشی نظام کو مستحکم بنیادوں پر استوار کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے مدینہ میں پہلی اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی حالات واقعات کے مطابق وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ کی جانب سے رسول اللہ ﷺ پر احکام نازل ہوتے رہے جن کو آپ ﷺ نے نافذ فرمایا اور ان کے نفاذ کے لیے ابتدائی لائحہ عمل طے فرمائے۔ آپ ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور آیا جو کہ بہت مختصر تھا اس دور میں زیادہ تر آپ رضی اللہ عنہ بغاوتوں کو کچلنے میں

---

[30] Al-Qur'an, Nuh, 71:19.
[31] Al-Qur'an, Al-Na'Bah, 78:6 .
[32] Al-Qur'an, TA'ha, 20:53.
[33] Al-Qur'an, Al-Ghashiyah, 88:29.
[34] Al-Qur'an, Al-Ra'd, 13:4.
[35] Al-Qur'an, Al-Na'Hal, 16:15.

مصروف رہے جن میں مرتدین مانعین زکوۃ اور مدعیان نبوت شامل تھے۔ جب سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے محسوس کر لیا کہ وہ وفات پانے والے ہیں تو تب انہوں نے مہاجرین و انصار کے مجمع میں اپنے جانشین کا سوال کیا اور بلا اتفاق انہوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو شایانِ خلافت قرار دیا۔

پھر دورِ فاروقی آیا جس میں بے شمار فتوحات ہوئیں اور اسلامی ریاست کی سرحدیں دور دور تک پھیل گئیں مسلمانوں کی تعداد میں کثرت سے اضافہ ہوا۔ پھر بھی آپ رضی اللہ عنہ نے اسلامی معاشرے کو اسلام کے بنیادی اصولوں سے دُور نہیں ہونے دیا۔ اسلامی سرحد پھیلنے سے نئے مسائل کا سامنا کرنا پڑا جن کے حل کے لیے آپ رضی اللہ عنہ نے ہر ممکن کوشش کی ہوان کا تعلق مذہبی یا سیاسی، معاشرتی یا معاشی، اقتصادی یا دفاعی کسی بھی شعبے سے ہو ہر لحاظ سے قرآن و سنت کے تابع رہتے ہوئے اقدامات کیے۔ حضور اکرم ﷺ نے حکومت کے استحکام کے لیے جو معاشی نظام عطا کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس حقیقی نظام کو باقاعدہ ملکی سطح پر انتظامی محکمہ جات کی صورت میں قائم کیا۔ جس نظام نے تمام طبقات کو متاثر کیا وہ نظام حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہے۔ آپ نے ملکی ترقی کے لیے مجلسِ شوریٰ، ٹیکس اور بیت المال کے شعبے قائم کیے۔

اقتصادی وسائل کے سلسلے میں آپ کی سب سے پہلی اور بڑی کوشش اسلامی سکے کا اجراء ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں مسلمانوں کو دیگر قوموں کی ضروریات زندگی کے سب سے اہم وسیلہ یعنی سکہ (زر) کو خاص شکل میں منظم کیا۔

معروف سعودی عالم جسٹس ڈاکٹر عبداللہ بن سلیمان لکھتے ہیں:

اس نظام میں یہ طے پایا کہ ایسی اشیاء کو بذاتِ خود زر قرار دیا جائے جن میں حساب قیمتوں کی یکسانیت بحثیت مال جمع کئے جانے کی استعداد اور قوت خرید موجود ہو یہ اشیاء نوعیت کے اعتبار سے مختلف تھی مثلاً ساحلی علاقہ جات میں موتیوں کو بطور ثمن زر استعمال کیا گیا سرد علاقوں میں پشم کو ثمن ٹھہرایا گیا جبکہ معتدل موسم کے حامل علاقوں میں آباد لوگوں کی خوشحال زندگی اور آسودہ حالی کی بنا پر ہر خوبصورت اشیاء (قیمتی پتھروں کے نگینے ہاتھی کے دانت عمدہ لباس وغیرہ) کو کرنسی قرار دیا گیا جاپان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہاں چاول کو بطور کرنسی استعمال کیا گیا جب کہ وسطی ایشیا میں چائے وسطی افریقہ میں نمک کے ڈلوں اور شمالی یورپ میں پوستین کو کرنسی قرار دیا گیا۔[36]

6.1 بیت المال کا قیام:

بیت المال وہ ادارہ ہے جو اسلامی ریاست کی مالیاتی پالیسی کے مقاصد کے حصول کے لیے قائم کیا جاتا ہے مراد بیت المال وہ عمارت ہے جو سرکاری خزانہ کا محفوظ مقام ہوتا ہے، بیت المال کی بنیاد نبی کریم ﷺ کے زمانہ مبارک میں ہی پڑھ چکی تھی، مگر بیت المال کا باقاعدہ قیام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ذات سے ہی وجود میں آیا کیونکہ عہد نبوی ﷺ اور عہد صدیقی میں اتنے مسائل ہی نہیں تھے کہ انہیں جمع کیا جانے کے بارے میں سوچا جا سکتا بلکہ جیسے مال آتا ہے انہیں اسی وقت تقسیم کر دیا جاتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور میں میں صدقے آتے تو آپ رضی اللہ عنہ کا طرز عمل بھی رسول اللہ ﷺ اور صدیق اکبر کی پیروی میں ہوتا، یعنی سب تقسیم کر دیتے۔ لیکن جب آپ رضی اللہ عنہ کے دور میں میں فتوحات کا سلسلہ بڑھا اور مختلف ذرائع یعنی زکوۃ و

---

[36]Shahtaz, Dr.Noor Muhammad, Kagzi Kranci Ke Tarekh Ertka aur Sharae Haseyat, (Fasli Sons Street Karachi), p:10.

صدقات خراج ،اموال غنیمت اور جزیہ کی آمدنی میں بہت زیادہ مال آنے لگا تو اس وقت صیغہ مال کا باقاعدہ اور منظم محکمہ قائم کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی تاکہ سرکاری عطیات سے کوئی محروم نہ رہ جائے۔

۱۵ ہجری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بحرین کا عامل مقرر کیا۔وہ سال کے آخر میں پانچ لاکھ کی رقم ساتھ لائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجلس شوریٰ کا اجلاس عام کر کے کہا کہ ایک رقم کثیر بحرین سے آئی ہے آپ لوگوں کی کیا مرضی ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رائے دی کہ جو رقم آئے وہ سال کے سال تقسیم کر دی جائے اور خزانے میں جمع نہ رکھی جائے۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کے خلاف رائے دی ولید بن ہشام نے کہا کہ میں نے سلاطین شام کے ہاں دیکھا ہے کہ خزانہ اور دفتر کا جدا جدا محکمہ قائم ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس رائے کو پسند کیا اور بیت المال کی بنیاد ڈال دی سب سے پہلے دارالخلافہ مدینہ میں بیت المال قائم کیا اور صحابی رسول ﷺ عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ کو خزانے کا افسر مقرر کیا۔[37]

6.2 جزیہ:

جزیہ اس ٹیکس کو کہا جاتا ہے جو غیر مسلموں کی جان،مال ناموس مذہب کی حفاظت اور جہاد سے سے استثناء کی صورت میں ان سے وصول کیا گیا۔جزیہ کی کوئی رقم عہد نبوی ﷺ اور عہد صدیقی میں متعین نہ تھی،سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی شرح متعین کر دی تھی۔جزیہ صرف لوگوں کی جان مال عزت و آبرو کے عوض لیا جاتا۔یرموک کے پر خطر معرکہ کے پیش آنے کی وجہ سے اسلامی فوجیں شام کے مغربی حصہ سے ہٹ آئیں اور انہیں یقین ہو گیا کہ جن شہروں سے وہ جزیہ وصول کر چکے تھے یعنی حمص و دمشق وغیرہ وہاں کے باشندوں کی حفاظت کا اب وہ ذمہ نہیں اٹھا سکتے تو جزیہ سے جس قدر رقم وصول ہوئی تھی واپس کر دی گئی۔[38]مقروض افراد جزیہ سے بری تھے آپ رضی اللہ عنہ کے دور مبارک میں ایسا مقروض ذمی جس کا قرض اس کے پورے مال پر حاوی ہوتا تو اس کا جزیہ معاف کر دیا جاتا۔[39]جب آذربائیجان فتح ہوا تو آپ نے اہل شہر کو فرمان لکھا:ومن حشر منهم في سنة وضع عنه جزاء تلك السنة۔[40](یعنی جو لوگ کسی سال فوج کے ساتھ کام دیں گے اس سال کا جزیہ ان سے نہیں لیا جائے گا۔)

6.3 خراج:

کلام عرب میں خراج کا معنی کرایہ، محصول اور اجرت و معاوضہ کے ہیں،خراج اس کرایہ کا نام ہے جو اسلامی ریاست اپنی مملوکہ زمین پر وصول کرتی ہے۔[41]جیسا کہ قرآن حکیم کی اس آیت میں ہے:اَمۡ تَسۡـَٔلُهُمۡ خَرۡجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيۡرٌ‌ۖ وَّهُوَ خَيۡرُ۔[42] (کیا آپ ان سے کوئی معاوضہ طلب کر رہے ہیں؟ آپ کے رب کا دیا ہوا معاوضہ آپ کے لیے بہتر ہے۔)

عمومی مفہوم میں خراج ایک ایسا ٹیکس ہے جو کہ حاکم وقت قابل کاشت زمین پر لگاتا ہے۔اسلام میں سب سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور حکومت میں عراق و شام کی مفتوحہ زمینوں پر خراج عائد کیا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پہلی بار عرب میں خراج کے نظام کو

---

[37]Alama Sebli numani, Al-Faruq, (Dar Al-Ashat Karachi), p:224.
[38]Yahya ibn adam Qureshi, Al-Kharadj, (Dar ul-Sharuk, 1987), p:122.
[39]Al-Salabi, Ali bn Muhammad, Saydena Umer bn Hatab, (Al-Rayaz Maktba Dar-ul-frqan), p:139.
[40]Al-Baghdadi, Sahab Ud din Abu Abdullah, Mu'jam l-buldan, (Dar ul-Sadar Barut, 1997), 1/72.
[41]Zaya Udin, Al-Haraj wl-Nazam Al-Maleyat al-Islamiat, (Mnshurat Asma, 1977), p:156.
[42]Al-Qur'an, Al-Mu'minun, 23:72.

باقاعدہ متعارف کروایا اور مضبوط بنیادوں پر استوار کیا۔حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے دور میں جب رومیوں نے مسلمانوں کے مقابلے میں ایک بڑی جنگ کی تیاری کی تو مسلمانوں کے پاس ان کے مقابل تیاری کمزور تھی لہذا اپنے تمام عمال کو لکھ بھیجا کہ:

ذمیوں سے جس قدر جزیہ اور خراج وصول کیا گیا ہے سب واپس کر دیا جائے کیونکہ معاہدے کی روسے ہم پر ان کی حفاظت واجب ہو گی اور ہم اس وقت اس کی طاقت نہیں رکھتے۔[43]

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے نظام حکومت کی تمام پالیسیوں سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کو انفرادی اور اجتماعی دونوں سطحوں پر معاشی ترقی مطلب تھی۔اسلامی ریاست کو ایسے اقدامات کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے اور ایسے کاموں میں وسائل کی فراہمی کے لیے عملی تعاون بھی کرنا چاہیے۔اپنی رعایا کے لیے وسائل زندگی میں فراوانی چاہنا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی مالیاتی پالیسی کا ایک اہم حصہ تھا۔

6.4 گھوڑوں پر زکوۃ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پہلی بار تجارت کے گھوڑوں پر زکوۃ مقرر کی، جب کے رسول ﷺ نے گھوڑوں کو زکوۃ سے مستثنیٰ قرار دیا تھا۔

عن ابی ھریرۃ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لیس علی المسلم فی فرسہ ولا فی عبدہ صدقۃ[44]۔

(ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان پر نہ اس کے گھوڑوں میں زکوۃ ہے اور نہ ہی اس کے غلاموں میں زکوۃ ہے۔)

اس سے ہرگز مراد یہ نہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمان رسول ﷺ کی خلاف ورزی کی۔حضور ﷺ جو الفاظ فرمائے تھے ان سے بظاہر سواری کے گھوڑے (جن کو محض سواری کے لیے استعمال کیا جاتا ہے) مفہوم ہوتے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی مفہوم کو قائم رکھا حضور ﷺ کے وقت میں تجارت کے گھوڑے وجود نہیں رکھتے تھے اس لئے ان کے زکوۃ سے مستثنیٰ ہونے کی کوئی وجہ نہیں تھی۔[45]

6.5 عشور:

عشور سے مراد تجارتی ٹیکس ہے۔ایک شہر سے دوسرے شہر سامانِ تجارت لے کر جانے والے تاجروں سے حکومت جو کچھ وصول کرتی ہے وہ تجارتی عشر ہوتا ہے۔[46]اسلام میں عشر کے آغاز کے بارے میں تمام فقہاء کرام مسلم معیشت دان اور مورخین متفق ہیں کہ اس کا آغاز کرنے والے اور اس کے قوانین متعین کرنے والے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔عشور سال میں صرف ایک مرتبہ ہی وصول کیا جاتا اگر اتنی ہی مالیت کا سامان لے کے تاجر بار بار گزرے، مثال کے طور پر اگر تاجر عشر وصول کرنے والے کے پاس سے گزرے اور اس کے پاس مثلا ایک ہزار دینار کی قیمت کے بقدر تجارتی سامان ہو تو اس پر عائد ہونے والا عشر لے لیا جائے گا، پھر جب وہ اسی سال کے دوران دوسری دفعہ گزرے اور اس کے پاس (یعنی اس کی ملکیت میں) دوہزار دینار کا سامان تجارت ہو تو اس سے صرف ایک ہزار دینار کا عشر وصول کیا جائے گا جو پہلے ہزار سے زائد ہے۔

---

[43]Ibn Al-Aseerh, Abu Al-hasan, Al-Qamil fe Al-Tareeh, (Edarah Al-tbah Al-munerh, Kaherat0, 2/320.
[44]Abu Esa, Jamya Al-Trmzi, kitab Al-Zakat, Bab Majah Laesa fe Al-Hael wa Al-Rqiq Sadaqatin, Hadith No:628.
[45]Alama Sebli numani, Al-Faruq, (Dar Al-Ashat Karachi), p:212.
[46]Ibn Qdima, Abdullah Bin Muhammad, Al-Mugne, (Dar Al-Aalm Al-Katab, 1997), 8/517.

آپ رضی اللہ عنہ کے مالیاتی نظام میں اصول سازی کا سب سے بڑا یہ فائدہ ہوا کہ مسلمانوں کو دیگر ممالک کے ساتھ تجارتی لین دین میں کافی سہولت ہوگئی، اس طرح آپؓ رضی اللہ عنہ نے تمام مفتوحہ ریاستوں میں یہ قاعدہ جاری کرکے ایک خاص محکمہ (ادارہ) قائم کردیا جس سے بہت آمدنی ہوئی۔

6.6 زراعت کی ترقی میں آپ رضی اللہ عنہ کی قائم کردہ اولیات واصلاحات:

زراعت کو معاشی وسائل میں ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ لہٰذا مالی اور اقتصادی نظام کی مضبوطی کے لیے زراعت کی اہمیت کے پیش نظر حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے زراعت کی طرف توجہ فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے بہت سی جاگیریں قابل کاشت اراضی کی صورت میں لوگوں میں تقسیم کیں تاکہ وہ اپنی معاش کو بہتر بنا سکیں۔ رسول ﷺ کے دور میں حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو خیبر کا ایک باغ دیا گیا، حضرت ابو ثعلبہ الخشنی کو روم کی زمین کا ایک قطعہ، فرات بن جبان العجلی کو یمامہ میں قطعہ اراضی دیا گیا۔[47]

6.7 زمین کی ملکیت حاصل کرنے کے لیے حکومت سے اجازت ضروری ہے:

بصرہ کا باشندہ ابو عبد اللہ نامی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اس نے بتایا کہ بصرہ میں ایک ایسی زمین پڑی ہے کہ جس سے کسی مسلمان کا کوئی ضرر (نقصان) نہیں ہے نہ وہ خراجی ہے اگر آپ اسے مجھے دے دیں تو میں اس میں زیتون وغیرہ کے درخت لگا لوں گا آپ رضی اللہ عنہ نے عامل بصرہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ جاکر اس زمین کو دیکھیں اگر واقعی یہی ہے تو یہ زمین اس شخص کو دے دیں۔[48]

بنجر زمینوں کو آباد کرنے اور کاشت کے قابل بنانے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ حکومت خود اپنی نگرانی میں کرائے اور حکومت ہی کی ملکیت میں رہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں اس جانب فوری توجہ فرمائی آپ رضی اللہ عنہ نے اس طرح بے تحاشہ زمین آباد کروائی جو کے حکومت کی ترقی کا سبب بنی اور آپ کے دور خلافت میں اس سے جو آمدن ہوئی وہ ۹۰ لاکھ درہم تھی۔[49]

7. نتائج بحث

اس بحث سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ انسان دنیا کے اس حیرت انگیز ’کرہ‘ کی ایسی مخلوق ہے جسے دوسری ان گنت اور نامعلوم مخلوقات کی طرح کچھ بنیادی ضروریاتِ زندگی کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہر شخص کی یہی خواہش اور کوشش ہوتی ہے کہ اس کی بنیادی ضروریات پوری ہوں اور وہ اپنی ان ضروریات کو پورا کرنے کے لیے مختلف ذرائع کا استعمال کرتا ہے۔ ان بنیادی ضروریات میں سب سے اہم چیز معاش ہے اور اس کا تعلق کسی بھی ملک کی اقتصادی ترقی سے ہے۔ اس لیے کسی بھی ملک کا اقتصادی طور پر مزبوت ہونا بہت ضروری ہے اور اقتصادی ترقی کا انحصار وسائل پر ہے کہ اس ملک کے اقتصادی وسائل کون سے ہیں اور ان کی ترقی کے لیے کیا اقدامات کیے جارہے ہیں۔ اس سلسلے میں حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کے دور کو پیش کیا گیا ہے۔ مندرجہ بالا بحث کے بعد یہ کہا جاسکتا ہے کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس میں زندگی کے ہر شعبے اور ہر پہلو کے بارے میں تعلیمات موجود ہیں۔ قرآن وحدیث میں اس بارے میں تعلیمات ملتی ہیں کہ انسان اپنے اقتصادی مسائل کو کس طرح منظم

---

[47]Abu Ebyad Al-Qasim bn Salam, Kitab Al-Amwal, Bab Al-Qtaeh (Almktbat Rahmaniyat Lahour), p:280.
[48]Al-Salabi, Ali bn Muhammad, Saydena Umer bn Hatab, (Al-Rayaz Maktba Dar-ul-frqan), p:478.
[49]Al-Maqrazi, Taqiudin Abi Alabas, Al-Hatat wa-Al-Aasar Al-Hatat Al-muqraziyat, (Matbat Alnyal, 2019), p:155.

کر کے ان کی ترقی وبڑھوتری کے لیے کام کر سکتا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ خلافتِ راشدہ کا دور بھی بہت اہم ہے خصوصاًحضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت ہمارے سامنے ہیں کہ اس میں وسائل کو کس طرح سے منظم کیا گیا اور ان کی ترقی کے لیے کیا اقدامات کیے گئے ان کا دور ہمارے لیے مشعل راہ ہے اس لیے ہم آج کے دور میں ان طریقوں کو اپنا کر اقتصادی طور پر ترقی کر سکتے ہیں۔

8. سفارشات

1. اقتصادی وسائل کی تنظیم کے سلسلے میں قرآن وحدیث اور اسوہِ نبوی میں بہت سی قیمتی راہنما اصول موجود ہیں۔ اس کے ساتھ خلافتِ راشدہ خاص طور پے حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں ان اصولوں کا عملی نمونہ موجود ہے۔
2. حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں تنظیم وسائل کے بہترین اہتمام کے مثبت اثرات اور معاشرہ اور ریاست کی معاشی حالت کی بہتری کو اجاگر کیا گیا ہے۔
3. اقتصادی وسائل کی تنظیم میں چونکہ عوام کا بھی تعاون ضروری ہوتا ہے اس تحقیق کو اخبارات وجرائد کے ذریعے عوام تک بھی پہنچایا جائے تاکہ مثبت اور منفی ایجابی وسلبی پہلو سے عوام کو بھی آگاہی حاصل ہو اور ہو سکتا ہے کہ عوام کے شعور کی موجودگی سے کچھ مثبت نتائج حاصل ہو سکیں۔
4. اس تحقیق کو پاکستان کے معاشی وسائل کی تنظیم کے اداروں تک پہنچایا جائے تو ان کے لیے بھی راہنمائی مل سکتی ہے کہ معاشی وسائل کو ہمارے ماضی میں کس طرح منظم کیا گیا تو حکومتیں اور معاشرے مضبوط ہوئے اور کن عوامل کے فقدان کی وجہ سے مملکتیں زوال کا شکار ہوئیں۔

This work is licensed under an Attribution-ShareAlike 4.0 International (CC BY-SA 4.0)